ہر وقت جائز بلکہ مستحسن ہے، لیکن صرف ولادتِ شریفہ کے لیے اسی نام سے مجلسِ میلاد منعقد کرنا سلفِ صالحین میں نہیں پایا گیا، یہ مجالس کوئی ساتویں صدی ہجری سے شروع ہوگئی ہیں اور ان کے بارے میں علماء کا اسی وقت سے اختلاف چلا آتا ہے، کوئی اس کو جائز اور مستحسن قرار دیتا تھا اور کوئی بدعت، قولِ راجح یہ ہے کہ حضور ﷺ کے حالاتِ طیبہ بیان کرنے کے لیے بطور مجلس وعظ کے اجتماع ہو، اس میں حضور نبی کریم ﷺ کے کمالات بیان کیے جائیں، صحیح روایات بیان کی جائیں، اسراف اور دیگر بدعات سے مجلس خالی ہو تو جائز ہے۔''

(ج:۱، ص:۱۵۱، کتاب العقائد، فصل عید میلاد، ط: دار الاشاعت)

فقط واللہ اعلم

فتوی نمبر: 144503100433 دار الافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

رخصتی کا سنت طریقہ!

سوال

نکاح کے بعد رخصتی کا سنت طریقہ کیا ہے؟ کیا دولہا گھر والوں کے ساتھ لڑکی لینے جا سکتا ہے؟

جواب

لڑکی کی رخصتی کے لیے باقاعدہ طور پر بارات لے جانا، جناب نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں، بلکہ آپ ﷺ نے اپنی (ایک) شادی میں دلہن کو لانے کے لیے ایک آدمی بھیجا ہے، خود دلہن کے گھر نہیں گئے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا رخصتی کے بارے میں یہ بھی معمول تھا کہ لڑکی کا باپ یا ولی لڑکی کو تیار کر کے خود یا کسی اور معتمد کے ہم راہ دولہا کے گھر پہنچا دیتا، جیسا کہ حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی سے متعلق روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بارے میں بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے کہ آپ کی والدہ آپ کو حضور ﷺ کے ہاں پہنچا کر آئیں۔ نہ آپ ﷺ خود تشریف لے گئے تھے، نہ آپ نے کسی کو بھیجا تھا۔ (صحیح البخاری (۲/۷۷۵) میں ہے:

''عن عائشة رضي الله عنها: '' تزوجني النبي ﷺ فأتتني أمي فأدخلتني الدار،

فإذا نسوة من الأنصار في البيت، فقلن: على الخير والبركة، وعلى خير طائر.''

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے بارے میں واضح روایات ہیں کہ آپ کو اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر روانہ کیا گیا اور ظاہر ہے کہ حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ باندی تھیں، نہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی، یعنی کہ لڑکی والوں کی طرف سے آپ کو چھوڑنے گئی تھیں نہ کہ لڑکے والوں کی جانب سے لینے آئی تھیں۔ (اتحاف السائل بما لفاطمةؓ من المناقب، ص: ۳)

اور یہ بھی ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو دلہن کو لینے کے لیے بھیجا ہے، جیسا کہ اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں پیش آیا۔ (الاستيعاب في معرفة الأصحابؓ، ج:٤، ص: ٤٠١- ٤٠٢)

لہٰذا نکاح اور رخصتی کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ مسجد میں نکاح کیا جائے، پھر نکاح کے بعد لڑکی کو اس کے محارم کے ذریعے دولہا کے گھر پہنچا دیا جائے اور اگر خود دولہا اور اس کے گھر والے جا کر دلہن کو لے آئیں تو یہ بھی جائز ہے، اس میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں۔ اور اس موقع پر اگر رشتہ دار خواتین و حضرات اور دوست واحباب جمع ہوجائیں اور غیر شرعی امور و بے جا تکلفات سے اجتناب کیا جائے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ بوقتِ رخصتی سادگی اختیار کرنا بہتر ہے، خرافات اور ناجائز کاموں سے اجتناب لازم ہے۔

غرض اسلامی مزاج یہ ہے کہ جتنی سادگی اور بے تکلفی سے آدمی اس ذمہ داری سے سبک دوش ہو یہ زیادہ بہتر اور قابلِ ستائش ہے۔ اس میں میزبانوں کے لیے بھی آسانی ہے اور مہمانوں کی بھی راحت ہے۔

نیز نکاح کے موقع پر لڑکی والوں کی طرف سے کھانے کا انتظام کرنے کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے تو نہیں؛ اس لیے اس طرح کی دعوت کرنا ولیمہ کی طرح سنت نہیں ہے، ہاں! اگر کوئی نمود ونمائش سے بچتے ہوئے کسی قسم کے مطالبہ اور خاندانی دباؤ کے بغیر اپنی خوشی ورضا سے اپنے اعزہ اور مہمانوں کو کھانا کھلائے تو یہ مہمانوں کا اکرام ہے، اور اس طرح کی دعوت کا کھانا کھانا بارات والوں کے لیے جائز ہے۔

اور اگر لڑکی والے اس کو لازم سمجھیں اور اس کے اہتمام کے لیے قرضے لیے جاتے ہوں تو ایسی دعوت کرنا جائز نہیں ہوگا۔

فقط واللہ اعلم

فتویٰ نمبر: 143908200187 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

..... ۞ ..... ۞ ..... ۞ .....